www.KitaboSunnat.com

الکتاب والحکمۃ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خانؒ

پروفیسر محمد اسرائیل ...... پروفیسر ظفر اقبال

پروفیسر عبدالحفیظ

ابن کثیرؒ کہتے ہیں۔ یہ آیت توحید باری تعالیٰ پر دلیل ہے کہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔ صرف اس کی عبادت لازم ہے۔ مفسرین نے اس آیت سے باری تعالیٰ کے وجود پر استدلال کیا ہے۔ جس طرح یہ آیت وجود باری تعالیٰ پر دال ہے، اسی طرح یہ آیت توحیدِ عبادت پر بھی بطریقِ اولیٰ دلیل ہے، کیونکہ جو آدمی ان موجوداتِ سفلیہ اور علویہ اور لوگوں کی صورتوں اور رنگوں، طبائع اور منافع کے اختلاف میں غور کرے گا تو اسے پتہ چلے گا، ان منافع کو کس عمدہ طریقے سے اس مقام اور منصب پر رکھا گیا ہے تو ضروری طور پر وہ ان سب کے خالق کی قدرت وحکمت، علم واتقان اور عظمتِ شان کو جان لے گا۔

ایک گنوار سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے۔ اس نے جواب دیا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْبَعْرَ لَيَدُلُّ عَلَى الْبَعِيرِ وَإِنَّ أَثَرَ الْأَقْدَامِ لَيَدُلُّ عَلَى الْمَسِيرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ وَأَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَبِحَارٌ ذَاتُ أَمْوَاجٍ أَلَا تَدُلُّ عَلَى وُجُودِ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ۔

"بڑی تعجب کی بات ہے، مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے، قدم کا نشان مسافر کی نشاندہی کرتا ہے۔ یہ برجوں والا آسمان، راستوں والی زمین اور یہ موجیں مارتے ہوئے سمندر کیا اللہ کی ہستی پر دلالت نہیں کرتے؟"

امام رازیؒ نے امام مالکؒ سے حکایت بیان کی ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید نے ان سے پوچھا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے، تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ انسانوں کی زبانوں، اُن کی آوازوں اور اُن کے رنگوں کا اختلاف بہت بڑی نشانی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ سے کسی زندیق نے پوچھا کہ اللہ کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ انھوں نے فرمایا مجھے ذرا مہلت دو، مَیں نے ایک خبر سُنی ہے اُس کے فکر میں ہوں۔ لوگوں نے بتایا ہے کہ دریا میں ایک کشتی ہر طرح کا سامانِ تجارت لئے چلی جا رہی ہے، کوئی اس کا نگہبان یا چلانے والا نہیں وہ خود ہی آتی جاتی، چلتی پھرتی رہتی ہے۔ بڑی بڑی موجوں کو پھاڑ کر جہاں چاہتی ہے چلی جاتی ہے، کوئی اُس کا کھیون ہار نہیں۔ لوگوں نے کہا ایسی بات تو کوئی عقلمند نہیں مانے گا۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا، کمبختو، بھلا یہ ساری موجودات جس میں عالمِ علوی و سفلی بھی ہے اور مضبوط و محکم چیزیں جو اِس کائنات میں پائی جاتی ہیں، یہ سب بغیر کسی صانع کے ہیں؟ سب لوگ حیران ہو کر اسلام لے آئے۔

اسی طرح امام شافعیؒ سے کسی نے وجودِ باری تعالیٰ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا، دیکھو یہ توت کے پتے ہیں، اِن کا ایک ہی مزہ ہے۔ کیڑا ان کو کھاتا ہے تو ریشم بنتا ہے، شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد بنتا ہے۔ گائے بکری کھاتی ہے تو مینگنی اور گوبر ہو جاتا ہے۔ ہرن کھاتا ہے تو مُشک نکلتا ہے۔ حالانکہ یہ سب ایک ہی چیز ہے۔

یہی سوال کسی نے امام احمدؒ سے بھی پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہاں ایک مضبوط قلعہ ہے، اُوپر سے چکنا، جس کے اندر نہ کوئی دروازہ ہے نہ کھڑکی، باہر سے جیسے سفید چاندی اور اندر سے جیسے خالص سونا۔ اچانک اس قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی، اس میں سے ایک جانور بہت خوبصورت شکل، باریک آواز دیکھتا سنتا برآمد ہوا۔ یعنی انڈے سے مرغ کا بچہ پیدا ہونا۔ کسی دوسرے آدمی نے کہا جو کوئی ان آسمانوں کی بلندی اور کشادگی پر غور کرے گا، چھوٹے بڑے تارے چلتے اور ٹھہرے ہوئے دیکھے گا، فلک کا دن رات چکر کاٹنا ایک خاص چال پر چلنا جان سکے گا۔ نیز ان دریاؤں کو دیکھے گا کہ ہر طرف سے زمین کو گھیرے ہوئے ہیں۔ اور پہاڑ زمین پر اس طرح رکھے ہوتے دیکھے گا کہ زمین اپنی جگہ پر مزید ہے۔ پھر انسانوں کے رنگ اور صورتوں کا اختلاف دیکھے گا جس طرح اللہ نے فرمایا:

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔ (فاطر: ۲۷، ۲۸)

"اور پہاڑوں میں سفید اور سرخ رنگوں کے قطعات ہیں اور بعض کالے سیاہ ہیں۔ انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں اللہ سے۔ تو اُس کے بندوں میں سے صرف وہی ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہیں۔"

اسی طرح اُن ندی نالوں پر غور کرے گا جو ایک طرف سے دوسری طرف کو بہتے ہیں، طرح طرح کے جانوروں کو جو زمین پر پھیلے ہیں، اُس گھاس پھوس اور پھولوں کو جن کی شکل، جن کا مزہ، جن کی بُو اور جن کی رنگت باوجود ایک زمین اور ایک جیسے پانی کے مختلف سے دیکھے گا تو مان لے گا کہ یہ سب وجودِ باری تعالیٰ پر اور اُس کی کاریگری کی حکمت کی دلیل ہیں۔ اور یہ بغیر کسی صانع کے کیونکر ممکن ہے۔ لَآ اِلٰهَ غَیْرُہٗ وَلَا رَبَّ سِوَاہُ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ؁

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (۲۳-۲۴)

"اگر تم اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربیؐ) پر نازل فرمائی۔ کچھ شک ہے تو اسی طرح کی ایک سورۃ تم بھی بنالاؤ۔ اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہیں اُن کو بھی بلالو، اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

توحید کے بیان کے بعد نبوت کا بیان شروع کیا۔ کافروں سے مخاطب ہو کر فرمایا، اگر تم کو اس کتاب میں کچھ شک ہے۔ اور تم اسے غیر اللہ کی طرف سے سمجھتے ہو تو تم اس جیسی ایک سورت بنالاؤ اور جنھیں تم پوجتے اور معبود ٹھہراتے ہو اُن سے مدد لو۔ اگر یہ کتاب اللہ کا کلام نہیں تو تم بھی یہ ایسی اکیلے یا سب مل کر بنالاؤ۔ اگر نہیں بنالاؤ گے تو پھر تمہارا اس کتاب سے انکار ناحق ہے۔ قرآنِ پاک کے اس مقابلے کی دعوت کئی مقامات پر آئی ہے۔

سورۂ قصص میں ہے:-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝" (آیة: ۴۹)

"کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو ان دونوں کتابوں سے بڑھ کر ہدایت دینے والی ہو تا کہ میں بھی اس کی پیروی کروں۔"

سورۃ اسریٰ میں ہے:

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ (آیة: ۸۸)

(کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں)۔

سورۃ ہود میں ہے:

"أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (آیة: ۱۳)

"یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن خود بنا لیا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ۔ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا بھی لو۔"

سورۃ یونس میں فرمایا:

وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ مِن دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ (آیة: ۳۷، ۳۸)

"اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی اس کو بنا لائے۔ ہاں ہاں یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، جو کتابیں ان سے پہلے کی ہیں ان کی تصدیق کرتا ہے، اور انہی کتابوں کی اس میں تفصیل ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے؛ کہہ دیجئے کہ اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو، بلا بھی لو۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ساری آیتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہیں۔ پھر مدینہ طیبہ میں بھی چیلنج کیا۔ فرمایا تم کو اگر شک ہے تو کوئی سورۃ قرآن کی سی بنالاؤ۔ اسی کو ابن جریرؒ، زمخشری، رازیؒ وغیرہ اور صحابہ و تابعین اور محققین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ یہ چیلنج سب قوموں اور نسلوں کو دیا گیا ہے۔ رسولِ اکرمؐ سے کفار کی دشمنی بہت زیادہ تھی۔ دینِ اسلام سے اُن کا بغض بھی معروف تھا۔ لیکن عداوت کی اس شدت کے باوجود وہ قرآنِ مجید کے مقابلے سے عاجز آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے فرمادیا کہ تم ایسا نہ کرسکوگے، یعنی نہ اب نہ آئندہ۔ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے کہ قطعیت کے ساتھ بتادیا کہ قیامت تک وہ قرآن کا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوا ہے کہ اُس دور سے لے کر آج ہمارے زمانے تک کسی نے یہ مقابلہ نہیں کیا۔ اور نہ ایسا کرسکیں گے۔ اس لئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور مخلوق خالق کے کلام کا مقابلہ کیونکر کرسکتی ہے؟

قرآن پر غور کرنے سے قرآن کے اعجاز کے بہت سے اسباب تلاش کئے جاسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

(ھود: ۱)

"یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں۔ اور اللہ حکیم و خبیر کی طرف سے تفصیلاً بیان کردی گئی ہیں۔"

معلوم ہوا کہ اس کتاب کے الفاظ محکم ہیں اور معنی مفصل یا بالعکس اس کے۔ غرضیکہ کچھ بھی ہو الفاظ و معانی دونوں فصیح اور معجز ہیں۔ کس کی جرأت اور ہمت ہے کہ مقابلے کی تاب لاسکے۔ اللہ کا سارا کلام برحق اور باعثِ صدق و عدل اور ہدایت ہے۔ جس میں کسی طرح کی لغو اور بیہودہ بات نہیں ہے۔ جس طرح اشعارِ عرب میں مبالغہ آمیزی اور حاشیہ آرائی ہوتی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا (الأنعام: ۱۱۶)

"اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں"

شعر کے حق میں یہ کہا جاتا ہے کہ جو شعر جس قدر دروغ گوئی کا حامل ہوگا اتنا ہی بہتر گردانا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین,متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ کسی طویل قصیدے کو دیکھو۔ اس کے زیادہ تر اشعار عورتوں کے وصف، گھوڑے یا شراب کی، یا کسی خاص شخص کی تعریف، اونٹنی یا جنگ پہ کسی درندے کے خوف سے عبارت ہوں گے، جن میں سوائے متکلم کی قادر الکلامی کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ سارے قصیدے یا غزل میں صرف دو تین اشعار حاصلِ قصیدہ ہوتے ہیں، جنھیں عرفِ عام میں "بیت القصیدہ" یا "بیت الغزل" کہا جاتا ہے۔ باقی سارا کلام ہذیان وطغیان کے سوا کچھ نہیں ہوتا، بخلاف قرآن مجید کے اوّل سے آخر تک فصاحت وبلاغت کا منبع ہے۔ قرآن مجید کے معانی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کس قدر حلاوت ہے۔ الفاظ اور فقرات کی تکرار میں عجیب حلاوت ہے۔ بار بار پڑھو، سنو، نہ کلام پرانا ہوتا ہے نہ علماء اس سے ملول ہوتے ہیں، نہ دل گھبراتا ہے، نہ جی پر وحشت طاری ہوتی ہے۔ وعید کی آیات کو غور سے پڑھو، بڑے بڑے ٹھوس اور جامد پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ پھر ان دلوں کا کیا ذکر جن کو کچھ فہم اور شعور حاصل نہیں۔ وعدے کی آیات پر غور کرو تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دل اور کان کھل جاتے ہیں، آخرت کا شوق چرّاتا ہے۔ عرشِ رحمٰن کی ہمسائیگی کا ذوق دوبالا ہوتا ہے۔

ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ۝

(السجدہ: ۱۷)

"کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اُن کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے، یہ اُن اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔"

دوسری جگہ فرمایا:

وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ ٱلْأَنفُسُ وَتَلَذُّ ٱلْأَعْيُنُ ۖ وَأَنتُمْ فِيهَا خَـٰلِدُونَ ۝

(الزخرف: ۷۱)

"اور وہاں جو جی چاہے اور جو آنکھوں کو اچھا لگے (موجود ہوگا) اور اہلِ جنت! تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔"

ایک جگہ ڈراتے ہوئے فرمایا:

أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ ٱلْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۚ

(الاسراء: ۶۸)

ءَأَمِنتُم مَّن فِى ٱلسَّمَآءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ ٱلْأَرْضَ فَإِذَا هِىَ تَمُورُ ۝ أَمْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ ۝ (الملک: ۱۶ - ۱۷)

"کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ اللہ تمھیں خشکی کی طرف لے جا کر زمین میں دھنسا دے یا تم پر سنگریزوں کی بھری ہوئی آندھی چلا دے۔"

"کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بےخوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور اس وقت وہ حرکت کرنے لگے، کیا تم اُس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے، سو تم عنقریب جان لوگے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔"

ایک جگہ فرمایا:

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۔ (العنکبوت: ۴۰)

"تو ہم نے سب کو اُن کے گناہوں کی پاداش میں پکڑ لیا۔"

ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝ (۲۰۷ - ۲۰۶ - ۲۰۵ : الشعراء)۔

"بھلا دیکھو تو، اگر ہم ان کو برسوں فائدے دیتے رہیں، پھر اُن پر وہ عذاب آ واقع ہو جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے تو جو فائدے یہ اٹھاتے رہے انکے کس کام آئیں گے۔"

اسی طرح کی فصاحت و بلاغت اور حلاوت کے انواع و اقسام سے یہ قرآن بھرا ہوا ہے پھر ان آیات کو دیکھو جو احکام و اوامر و نواہی میں آتے ہیں کہ کس طرح ہر وہ چیز جو حسن، نافع، طیب اور محبوب ہے، اُس کا امر کیا ہے اور ہر اُس چیز جو قبیح، رذیل اور ادنیٰ ہے اس سے منع فرمایا ہے۔

ابن مسعودؓ وغیرہم سلف نے کہا ہے جب تو قرآن میں پڑھے کہ اللہ "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" فرماتا ہے تو ذرا اس پر کان رکھ کہ یا تو وہ کسی چیز کا حکم ہے یا کسی شر سے منع فرماتا ہے چنانچہ اسی جگہ ارشاد فرمایا ہے:

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ (الأعراف: ۱۵۷)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"وہ انھیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو اُن کے سر پر اور گلے میں تھے، اتارتے ہیں۔"

پھر جو آیتیں آخرت کی صفات، احوالِ قیامت، وصفِ جنت و دوزخ، بیان نعیم و جحیم و ذکر لذت و عذابِ الیم میں بیان ہوئی ہیں وہ اپنی جگہ نیکی کی دعوت دیتی ہیں۔ اور منکرات سے منع کرتی ہیں۔ دُنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف راغب کرتی ہیں۔ صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھتی ہیں۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ ہر نبی کو کچھ نشانیاں (معجزے) دی گئی تھیں جن کے سبب سے لوگ ان پر ایمان لائے، مجھے یہی وحی (قرآن) اللہ کی طرف سے دی گئی ہے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ لوگ میرے ہی مطیع اور فرمانبردار ہوں گے۔

(مسلم شریف)

مطلب یہ ہوا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا یہ معجزہ عطا کیا ہے، اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس دُوسری آسمانی کتابوں کے بارے میں اکثر علماء کا خیال ہے، وہ معجز نہیں تھیں۔

ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ رسولِ اکرمؐ کے معجزات اتنے زیادہ ہیں کہ اُن کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا وہ سب آپؐ کے صدق پر دلیل ہیں۔ بعض متکلمین نے قرآن مجید کے اعجاز کا اقرار و اعتراف اس طرح کیا ہے کہ اُن کا اعتراف اہلسنّت اور معتزلہ دونوں پہ مشتمل ہے۔ یعنی اگر یہ قرآن فی نفسہٖ معجز ہے۔ اور کوئی جن و انس اس جیسا کلام نہیں لا سکتا اور ان کی قوت اور طاقت میں قرآن کا مقابلہ ممکن ہی نہیں تو مطلب حاصل ہو گیا۔ اور اگر اس کا مقابلہ ممکن ہے اور باوجود عداوت کی شدت کے مقابلہ نہیں کر سکتے تو ان کا یہ عجز اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود قدرت کے ان کو مقابلے کی توفیق سے محروم رکھا۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ اقرار و اعتراف اگرچہ پسند نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن فی نفسہٖ معجز ہے۔ کسی جن و انس کی طاقت ہی نہیں کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن بطریقِ تنزل، مجادلہ اور حق کی حمایت کے یہ اقرار و اعتراف درست تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

امام رازیؒ نے بھی اسی طریق پر سُورۃ العصر اور سورۃ الکوثر سے متعلق سوال و جواب کی صورت میں مثالیں دی ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ف :- اس آیت میں اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بندہ کہا، یہ اضافت رسول اکرم کی تشریف و تعظیم کے لئے ہے۔ لفظِ عبد "تعبد" سے ماخوذ ہے۔ "تعبد" "تذلل" کو کہتے ہیں۔

داغِ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند

میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

اہلِ تجربہ نے یہ بات کہی ہے کہ بندہ بننا تو مشکل ہے مگر خدا بننا بڑا آسان ہے۔ کیونکہ اکثر لوگ غرور و تکبر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ سو یہ وصف اللہ کے علاوہ کسی کو زیبا نہیں۔ متکبر گویا خدائی کا دعویدار ہوتا ہے جس طرح کہ خاکسار، منکسر المزاج "عبدیت" کا مدعی ہوتا ہے۔

علامہ اقبال نے خوب کہا ہے :

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزو مندی

مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی!

پس جو شخص رتبۂ غلامی و بندگی میں جس قدر خود بینی و خود پرستی اور فخر و غرور میں مبتلا ہوگا۔ اتنا ہی اللہ کی رحمت سے دُور اور مہجور رہے گا۔

اقبالؒ نے سچ کہا ہے

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ

کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

ف :- "سورۃ" قرآن مجید کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی سورۃ وہ ہے جس میں تین آیتیں ہوں۔ ایسی سورۃ بھی معجز ہے۔ معتزلہ کا یہ کہنا کہ اعجاز کا تعلق سارے قرآن کے ساتھ ہے۔ یہ درست نہیں بلکہ سورۃ الکوثر، اور سورۃ العصر سب معجز ہیں۔

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا کہ اللہ کا یہ فرمان "فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ" جو اس جگہ آیا ہے اور وہ جو سورۂ یونس میں آیا ہے "بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ" فرمایا ہے۔ سو اس کا اطلاق قرآنِ مجید کی ہر سورت لمبی ہو یا مختصر، پر ہوتا ہے۔ چونکہ "سُورَة" کا لفظ نکرہ استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا محققین کے نزدیک سیاق شرط میں اس طرح عام ہوتا ہے جس طرح سیاق نفی میں۔ پس قرآن کا اعجاز تمام سورتوں میں چھوٹی ہوں یا بڑی ایک برابر ہے۔ میں نہیں جانتا کہ سلف و خلف میں سے کسی نے اس بات پر اختلاف کیا ہو۔

امام شافعیؒ نے فرمایا۔ اگر لوگ صرف "سورۃ العصر" میں غور کریں تو وہ ان کو کفایت کر سکتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمروؓ بن العاص اسلام لانے سے قبل مسیلمہ کذاب کے پاس گئے تھے۔ اس نے پوچھا آج کل مکہ میں تمہارے صاحب پر کیا نازل ہوا۔ انھوں نے کہا ایک مختصر سورت، بہت بلیغ یعنی "والعصر" پڑھ کر سنائی۔ تھوڑی دیر سوچ میں پڑا رہا، پھر سر اٹھا کر کہا، مجھ پر بھی اسی طرح کی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا کونسی؟ اس نے کہا: یَا وَبْرُ یَا وَبْرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ وَصَدْرٌ وَسَائِرُكَ حَقْرٌ فَقْرٌ کہہ اے عمرو! یہ کیسی سورت ہے۔ حضرت عمروؓ نے کہا واللہ تو خود جانتا ہے کہ میں تجھ کو کاذب جانتا ہوں۔ یعنی یہ رذل قافیہ جو تو نے قرآن کے مقابلے میں ہانکا ہے ہرگز وحی نہیں ہے اور نہ تو رسول ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پوری سورت و آیت کو بھی مختصر ہو یا لمبی جانے دو، ہر جملہ تامہ قرآن پاک کا بجائے خود معجزہ ہے کسی بڑے ادیب، فصیح، بلیغ، شاعر، عربی دان کی کیا مجال ہے کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ اس جیسی ترکیب الفاظ کی بٹھا سکے، گو کوئی احمق جاہل اس بات کو نہ مانے۔ اس لئے اللہ پاک نے نفی ماضی و حال اور مستقبل کی فرمائی ہے کہ اگر کسی کو کچھ قدرت ہوتی تو ضرور اب تک کچھ نہ کچھ بنا لاتا۔ مگر جب کوئی نہ لا سکا تو رسول اکرمؐ کا معجزہ اور قرآن کا اعجاز بخوبی نمایاں ہو گیا، حالانکہ عرب اہل فصاحت و بلاغت تھے۔ قرآن پاک انھیں کے جنس کلام سے آیا ہے۔ ان کو اس بات کی بڑی حرص اور طمع تھی کہ وہ نورِ قرآن کو بجھا دیں، امر نبوی کو باطل کر دیں۔ مگر باوجود اس شدتِ حرص کے کسی ایک نے بھی کچھ مقابلہ نہ کیا بلکہ گرفتاری ذریت، اخذ اموال اور قتلِ نفوس پر راضی ہو گئے۔ سو جب ان کا عجز ظاہر ہو گیا تو اب صدقِ رسول میں کیا شک باقی رہا۔ پھر جب یہ بات صحیح ٹھہری تو اب سب کو ترک عناد واجب ہے۔ یہ خبر تو قرآن نے وقوع سے پہلے دی ہے۔ اسی لئے ایام نبوت میں اور بعد اس کے اب تک کسی ایک کافر سے بھی مقابلہ نہ ہوا۔

وَقُوْدٌ ــــ کہتے ہیں لکڑی اور "ایندھن" کو، جیسے اللہ نے فرمایا:

وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ (الجن: ۱۵)

"اور جو گنہگار ہوئے وہ دوزخ کا ایندھن بنے"

اور فرمایا:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(الانبیاء: ۹۸: ۹۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"کافرو اس دن تم اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو دوزخ کا ایندھن ہونگے اور تم سب اس میں داخل ہو کر رہو گے۔ اگر یہ لوگ درحقیقت معبود ہوتے تو اس میں داخل نہ ہوتے۔ اور وہ سب اس میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔"

"پتھر" سے مراد اس جگہ بُت ہیں۔ جن کو وہ کافر پوجتے تھے۔ یا گندھک کا پتھر مراد ہے جس میں آگ جلد لگ جاتی ہے۔ یا ہر قسم کے پتھر مراد ہیں۔ کچھ بھی ہو اس آگ کی قوت ظاہر ہے کہ وہ نہ آدمی کو چھوڑے گی نہ پتھر سے مُنہ موڑے گی۔

انس ؓ نے مرفوعاً کہا ہے اس آگ کو ہزار برس سُلگایا گیا تھا پھر وہ سُرخ ہوئی، پھر ہزار برس جلایا گیا، تب سفید ہوئی۔ پھر ہزار برس سلگایا، تب کہیں جا کر سیاہ ہوئی۔ اب یہ کالی سیاہ ہے اس کی لپٹ نہیں بجھتی۔ (ابن مردویہ۔ البیہقی)

حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً یہ الفاظ مروی ہیں۔ یہ دنیا کی آگ جہنم کی آگ کی نسبت ایک گنا ہے، جہنم کی آگ اس سے انہتر گنا زیادہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یا ایک جزو ہی کافی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، جہنم کی آگ حدت میں اس سے انہتر گن زیادہ ہے (بخاری مسلم)

"وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ" (اس دوزخ کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دوزخ اپنے آلات و اوزار کے ساتھ اس وقت بھی موجود ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ قیامت کے دن پیدا کی جائے گی۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ یا اِسْتَأْذَنَتِ النَّارُ رَبَّهَا یا جیسے حدیث ابن مسعودؓ کہ ہم نے ایک آواز سنی، پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کیا ہے؟ فرمایا ایک پتھر ہے جس کو جہنم کے کنارے سے نیچے پھینکا گیا ہے۔ ستر برس سے وہ نیچے جا رہا تھا اب اس کی تہ میں پہنچا ہے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح جہنم کا ذکر نماز کسوف اور حدیث معراج میں بھی متواتر آیا ہے۔ معتزلہ اس عقیدہ کے مخالف ہیں۔ قاضی اندلسی بلوطی بھی معتزلہ کے ہمنوا ہیں۔ یہ دراصل اُن کی صریح غلطی ہے یہ عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ کیونکہ کتاب و سنت میں ماضی کا صیغہ آیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جہنم آج بھی موجود اور تیار ہے۔ ورنہ اللہ کی خبر میں کذب لازم آئے گا۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ ماضی کو مستقبل کے معانی پہ محمول ٹھہرایا جائے۔ جو اللہ آگ کو اس روز پیدا کر سکتا ہے اگر اس نے اسے پہلے پیدا کر رکھا ہے۔ تو اس میں معتزلہ کا کیا نقصان ہے۔ قوم فرعون کے حق میں فرمایا؛

"اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔" (المؤمن: ۴۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یعنی آتشِ جہنم کہ صبح و شام اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔"

یعنی قوم فرعون دریائے نیل میں ڈوبنے کے بعد ہر دن صبح و شام دوزخ پر پیش کی جاتی ہے۔ اگر دوزخ نہیں ہے تو وہ کس آگ پر پیش کی جاتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ مردے پر صبح و شام اس کی جگہ جنت و دوزخ پیش کی جاتی ہے۔ اُسے کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ تیری جگہ ہے جبکہ تو دوبارہ زندہ ہوگا۔ سو کسی چیز کا پیش کرنا اس کے وجود کے بغیر ناممکن ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِن ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِن قَبْلُ ۖ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا ۖ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۖ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

"اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو خوشخبری سنا دیجئے کہ اُن کے لئے نعمت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جب انھیں ان میں سے کسی قسم کا پھل کھانے کو دیا جائے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل پھل دیئے جائیں گے۔ اور وہاں ان کے لئے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے جب کافروں کا انجام بتا دیا، ان کے عذاب کا حال جتلا دیا تو اب مومنین کا انجام خیر ارشاد فرمایا۔ اسی لئے قرآن مجید کا نام "مثانی" رکھا ہے۔ ایمان کے ذکر کے بعد کفر کا ذکر آتا ہے۔ اشقیاء کا حال بیان کرنے کے بعد سعداء کا حال آتا ہے۔ ترغیب و ترہیب، وعد وعید کے جمع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ مومنین کو اطاعتِ الٰہی میں ایک طرح کا سرور حاصل ہوتا ہے۔ کافروں کی نافرمانی کا حوصلہ پست ہوتا ہے۔

ایمان اور عمل صالح :

عمل صالح کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ جنت تب ملتی ہے، جب ایمان کے ہمراہ اعمال بھی اچھے ہوں، یہ بات نہیں ہے کہ صرف ایمان جنت کا باعث بن جائے۔ اہل علم نے کہا ہے عمل صالح وہ ہے جس میں چار باتیں ہوں، علم، نیت، صبر، اخلاص، یعنی عمل ریا سے پاک ہو۔ جنت کے درختوں اور کھڑکیوں کے نیچے ندیاں جاری ہوں گی۔ حدیث میں آیا ہے یہ نہریں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہرائی کے بغیر ہوں گی۔ برابر زمین کے اوپر بہہ رہی ہوں گی، دنیا کی طرح نشیب میں نہیں ہوں گی۔
کوثر کے بارے میں آیا ہے کہ اس کے دونوں کناروں پر خالی موتیوں کے قبے ہوں گے سو اس میں کچھ تضاد نہیں ہے، اس لئے کہ کوثر کی مٹی خالص مشک کی ہوگی۔ اس کے سنگریزے موتیوں اور جواہرول پر مشتمل ہوں گے۔ اے اللہ ہم تجھ سے تیرا فضل مانگتے ہیں تو رحمت فرمانے والا ہے۔ حدیث ابو ہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جنت کی نہریں ٹیلوں کے نیچے سے پھوٹ کر آتی ہیں۔ یہ ٹیلے مشک کے پہاڑوں کے نیچے ہیں۔ (ابن حاتم)

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جنت کی کوئی چیز دنیا کی کسی چیز سے مشابہ نہیں ہوگی لیکن صرف نام میں۔ ابن زیدؒ نے کہا فقط چیزوں کے نام پہچانیں گے جیسے دنیا میں سیب، انار وغیرہ۔ لیکن اس کا ذائقہ بالکل جدا ہوگا۔ بیویاں ہر قسم کی نجاست وغیرہ سے پاک وصاف ہوں گی۔ مجاہدؒ نے فرمایا یعنی حیض، بول براز، آب دہن، منی، نفاس وغیرہ نہیں ہوگا۔ قتادہؒ نے فرمایا، ایذاء، وگناہ سے پاک ہوں گی، نہ حیض نہ کلف۔ جابر بن عبداللہؓ مرفوعاً کہتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں گے پئیں گے مگر رفع حاجت وغیرہ نہیں ہوگی، نہ تھوک آئے گا۔ ان کو حمد و تسبیح کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس لینے کا الہام ہوتا ہے۔ اُن کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ کسی نے کہا، بیویاں دنیا کی عورتیں ہی ہوں گی مگر انہیں ہر طرح کی غلاظت سے پاک کر دیا جائے گا۔ بعض نے کہا، اخلاقِ بد سے پاک ہوں گی۔

جنّت:

"جنت" گلستان، بوستان کو کہتے ہیں۔ جس کو درخت، پتے اور پھول ڈھانکے رکھتے ہیں۔ کسی نے کہا "جنت کھجور کا باغ ہوتا ہے۔" "فردوس" انگور کا باغ ہوتا ہے۔ یہاں جنت نام ہے ثواب کے گھر کا۔ "خلود" کہتے ہیں ہمیشہ باقی رہنے کو، جس کی انتہا نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ نہ جنت سے باہر نکالے جائیں گے، نہ موت آئے گی۔ بلکہ اپنے حال پر ہمیشہ ناز و نعمت میں بلا انقطاع رہیں گے۔ و للہ الحمد۔

ابن عمرؓ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو ایک منادی پکار کر کہے گا، اے دوزخ اور جنت والو! موت نہیں ہے۔ ہر کوئی جس حال میں ہے اسی میں ہمیشہ رہے گا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابنِ مسعودؓ سے الفاظ یہ ہیں، کہ اگر جہنم والوں سے یہ کہا جائے کہ تم دُنیا میں سنگریزوں کی تعداد کے برابر دوزخ میں رہو گے تو وہ خوش ہو جائیں گے۔ اور اگر اہلِ جنت سے کہا جائے کہ تم بھی دُنیا میں سنگریزوں کی تعداد کے مطابق جنت میں رہو گے تو وہ غمگین ہوں گے۔ لیکن اب سب کے لئے ابد مقرر ہے۔ (طبرانی، مردویہ، ابونعیم)

اُسامہؓ بن زیدؓ کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے۔ ہے کوئی کمر باندھنے والا جنت کے واسطے؛ جنت میں کوئی خطرہ نہیں۔ قسم ہے ربِّ کعبہ کی، جنت ایک چمکتا نور ہے۔ ایک لہلہاتا ہوا پھول ہے۔ ایک شاندار محل ہے۔ ایک بہتی ہوئی نہر ہے۔ ایک پکا ہوا پھل ہے ایک حسین وجمیل دوشیزہ ہے۔ بہت سے لباس ہیں، ہمیشہ سلامتی کے گھر میں قیام کرنا ہے ایک پھل ہے سرسبز و شاداب ہے۔ (ابنِ ماجہ۔ البزار۔ ابنِ حبان۔ البیہقی)

جنت، اہلِ جنت اور ازواجِ مطہرات کے ضمن میں بہت سی احادیث وارد ہیں، جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ یہ احادیث صحاح ستہ میں ہیں۔ جنت کی تعریف میں "حادی الارواح" اور "مثیر ساکن الغرام" سے بہتر کتاب اسلام میں تالیف و تلخیص نہیں ہوئی۔

ابنِ کثیرؒ نے فرمایا کہ جنت میں ہمیشہ رہنے کی خبر سعادتِ عظمیٰ ہے کہ اس مقام میں موت وانقطاع سے بالکل امن میں ہوں گے جس کے لئے نہ آخر ہے نہ انقضاء بلکہ نعمتِ سرمدی ابدی علی الدوام ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو نصیب کرے۔ آمین۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۚ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ۖ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝ الَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِن بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ (۲۶-۲۷)

"اللہ اس بات سے عار نہیں کرتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز (مثلاً مکھی، مکڑی وغیرہ) کی مثال بیان فرمائے، جو مومن ہیں وہ یقین کرتے ہیں کہ وہ اُن کے پروردگار کی طرف سے سچ ہے۔ اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ کی مراد ہی کیا ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے (اللہ) بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت بخشتا ہے۔ اور گمراہ بھی کرتا ہے تو صرف نافرمانوں کو؟

شانِ نزول:

قرآنِ مجید میں کہیں مکڑی کی مثال دی کہیں مکھی کی، اس پر کافر اعتراض کرتے تھے کہ اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان چیزوں کا ذکر کرے۔ اگر یہ اللہ کا کلام ہوتا تو ایسی حقیر چیزوں کا ذکر نہ ہوتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل کیں۔

ربیع بن انسؓ نے فرمایا۔ یہ مثال اللہ نے دنیا کے لئے بھی بیان کی ہے کہ جس طرح مچھر بھوکا رہتا ہے، جیتا ہے۔ جب کھا کر تن جاتا ہے تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ قوم جن کے لیے یہ کہاوت بیان کی گئی ہے۔ اس کا عالم بھی یہ ہے کہ جب پیٹ بھر کر دنیا حاصل لیتے ہیں، تو اللہ ان کو پکڑ لیتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

(الأنعام: ۴۴) (ابن جریرؒ)

"پھر جب انھوں نے اس نصیحت کو جو انھیں کی گئی تھی فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیتے۔"

آیت کی شانِ نزول میں یہ اختلاف ہے۔ ابنِ جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ اس لیے کہ اس کا سورت سے تعلق زیادہ بنتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا کی قدر و منزلت اگر مچھر کے پر سے زیادہ ہوتی تو کافر کو اللہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ معلوم ہوا کہ دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے پر سے زیادہ حقیر و بے قدر ہے۔ یہ معنیٰ اس بناء پر کیا گیا ہے کہ "فوق" سے مراد "ذلت و حقارت" میں فوقیت مراد ہے۔ اکثر محققین کا یہی قول ہے۔ بعض نے کہا "فوق" سے مراد اکبریت ہے کہ کوئی چیز مچھر سے زیادہ حقیر و صغیر نہیں ہے۔ اس کو ابنِ جریرؒ نے اختیار کیا ہے۔ دلیل حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے زیادہ کچھ نہیں لگتا مگر اس کے لئے ایک درجہ لکھ دیا جاتا ہے، اس کی ایک خطا مٹا دی جاتی ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مثال دینے میں کوئی چیز صغیر نہیں سمجھی جاتی۔ اگرچہ حقارت و صغر میں مچھر کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

ﺛ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ